سرکاری مناصب اور ذرائع کا استعمال

ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر ○

اسلام کی تعلیمات ابدی اور لافانی ہیں۔ اسلام زمان و مکان کی حدود قیود سے بالاتر ہونے کی وجہ سے ہر دور کی رہبری و رہنمائی کرتا ہے۔ ہر شعبۂ حیات کے لیے قرآن و سیرتِ نبویؐ میں بنیادی رہنما اصول موجود ہیں۔ ان اصولوں کا ہر معاشرے میں اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ ریاست، سیاست اور قیادت کے لیے بھی یہاں ایسے بنیادی اصول موجود ہیں جو ہر دور کے معاشرے کی ناگزیر ضرورت ہیں۔ اس لیے اسلامی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں 'سرکاری ملازمین' (Public Servants) کے پیشہ وارانہ فرائض و ذمہ داریوں کے حوالے سے بہت سی اہم اور بنیادی ہدایات موجود ہیں۔

دستور زمانہ یہ ہے کہ عہدے اور منصب ایک اعزاز سمجھے جاتے ہیں لیکن اسلام میں یہ ایک 'امانت' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ نہایت اہم اور بنیادی فرق ہے جو ذمہ داریوں کی نوعیت اور عہدے دار کی حیثیت کو واضح کر دیتا ہے۔ اس ذمہ داری کی بجا آوری کے ہر پہلو کا اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا تصور 'منصب دار' کو 'خدمت گار' کے روپ میں پیش کرتا ہے۔ یہ خدمت گار اپنے فرائض کی بجا آوری میں ہر لحہ لرزاں و ترساں رہتا ہے کہ کہیں کوتاہی ہوگئی تو خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ یہی وہ تصور تھا جس کی وجہ سے اکابرین امت کسی ذمہ داری کو قبول کرنے سے گریز کرتے تھے۔

○ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

اہلیت کا معیار

نبی کریمؐ نے واضح ہدایات ارشاد فرمائیں کہ عہدے یا منصب کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ آپؐ کا واضح ارشاد ہے: ''اللہ کی قسم! ہم اس عمل پر کسی ایسے شخص کو عامل مقرر نہیں کرتے، جو اس کا مطالبہ کرے اور جو اس کی تمنا کرے'' (بخاری، ۷۱۴۹)۔ اس حدیث مبارکہ نے اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ جب عہدے مطالبات اور لالچ کی بنیاد پر مانگے جائیں گے تو معاشرے میں بے اعتدالی اور افسران میں لوٹ مار کا رجحان زور پکڑے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ عہدہ امانت ہے اور (اس کا حق ادا نہ ہوسکا) تو قیامت کے دن یہ رُسوائی اور ندامت کا سبب بنے گا (بخاری، ۱۸۲۵)۔ آپؐ اُمت میں ان عہدوں کے طلب کی حرص کا پیدا ہونا بھی نگاہِ نبوت سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور اس کو یوں بیان بھی کر دیا: ''عنقریب تم امارت کے لیے حرص و کوشش کرو گے''۔

قوم جن لوگوں کو منصب ان کی اہلیت و صلاحیت دیکھ کر دے اور وہ اس کے لیے تگ و دو کریں، تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایات اس منصب کے تقاضوں کو ادا کرنے کے لیے شامل حال ہو جاتی ہیں۔

دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صاحب منصب کے لیے جو لفظ استعمال فرمایا وہ 'راعی' کا ہے۔ راعی (نگہبان) اپنے ریوڑ کو خود بھی نقصان نہیں پہنچاتا اور دوسرے کو بھی روکتا ہے اور اس کی نظر اپنے ہر جانور پر ہوتی ہے۔ راعی اپنے ریوڑ سے اس درجہ پیار کرتا ہے کہ ریوڑ کا ہر جانور اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔ 'راعی' کے اس اعلیٰ درجے کے تعلق سے رعیت بھی راعی کے اشارۂ ابرو پر جان وارنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے، بشرطیکہ افسر 'راعی' کے روپ میں ہو 'بیوروکریٹ' کی شکل میں نہ ہو۔ حدیث نبویؐ کے الفاظ یہ ہیں: ''آگاہ رہو تم سب نگہبان ہو اور تم سب اپنے ماتحتوں کے متعلق جواب دہ ہو''۔ (بخاری، ۱۸۲۷)

ذمہ داریوں کی نوعیت کے اعتبار سے سرکاری ملازم 'راعی' کی طرح ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق وہ اسلام اور پاکستان کا نمایندہ ہے۔ اسے اپنی ذمہ داریوں سے اس طرح عہدہ برآ ہونا ہے کہ وہ فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے ایک اچھے مسلمان اور محب وطن پاکستانی کی شکل میں لوگوں کے سامنے ہو۔ اپنی اس حیثیت کو صرف پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں ہی ظاہر نہ کیا جائے بلکہ

اس کی زندگی کے ہر میدان میں اس حیثیت کا عکس نظر آئے۔

شریعتِ اسلامیہ میں اہلیت و صلاحیت کے حامل اور حرص و طمع سے بچنے والے لوگوں کو عہدہ و منصب کی امانت سونپی گئی ہے کہ مقاصد شریعت کی محافظت ہو تاکہ معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے۔ مقاصد شریعت درج ذیل ہیں:

۱- تحفظ دین: یعنی دین الٰہی کو ہر جہت سے نافذ کیا جاسکے اور اللہ اور بندے کے درمیان تعلق ہر شعبے میں قائم رہے۔

۲- تحفظِ جان: لوگوں کے جان و مال کی حفاظت ہو سکے۔ قصاص و دیت کے قرآنی احکامات اسی مقصد کے لیے ہیں۔

۳- تحفظِ عقل: عقل کا تحفظ شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے کیونکہ انسان اور جانوروں میں تمیز کرنے والی یہی قوت ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے شراب نوشی اور منشیات کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۴- تحفظِ نسل: خاندان کے ادارے کی بقا کے لیے بدکاری پر پابندی لگائی گئی اور نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔

۵- تحفظِ مال: مال کسی فرد کا ہو یا اجتماعی ادارہ وحکومت کا اس کا تحفظ لازم وضروری ہے۔ قطع ید جیسی سزاؤں کا یہی مقصد ہے۔

۶- تحفظِ عدل: قیام عدل شریعت کے بنیادی اور اہم مقاصد میں سے ہے۔ اگر عدل ہوگا تو دیگر مقاصد شریعت کی حفاظت ہو سکے گی۔

کہا جاسکتا ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں مختلف محکمے، منصب اور عہدوں کے بنیادی و اساسی مقاصد درج بالا ہیں۔ چونکہ یہ مقاصد بذات خود بہت اعلیٰ ہیں اس لیے اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد کا تقرر ان مناصب پر کیا جانا چاہیے۔

سرکاری ملازمین کے انتخاب کے لیے رہنما اصول

قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ سے سرکاری ملازمین کے انتخاب کے لیے بنیادی رہنما اصول سامنے آتے ہیں۔ اس معاملے میں اس آیت قرآنی کو ایک بنیادی اور اصولی حیثیت حاصل ہے: ''بے شک

اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والوں (ان کے اہل) کو ادا کرو"۔ (النساء ۴:۵۸)

● **علم اور اہلیت:** اسلام میں علم کے حصول پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ گمان گزرتا ہے کہ اسلام اور علم ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ امام غزالی کے نزدیک دنیا اور آخرت میں سعادت کی بنیاد علم ہی ہے۔ افسران اپنے علم سے معاشرے کے لیے راہ سعادت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ لہٰذا، اس طبقے کے لیے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے مصالح و مفاسد کا علم رکھتا ہو۔ ایسا علم کہ جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

ایک قوی سربراہ ادارہ وہ ہے جو اپنے فرائض منصبی سے خوب واقف ہو۔ دفتری کام کے مقاصد سے باخبر ہو، ترتیب کار اور پروگرام بنانے میں ماہر ہو اور اس میں ایجاد و اختراع کی قابلیت ہو، نیز کام کو منظم کرنے کی مہارت رکھتا ہو۔ اس کے ذہن میں غایت کار واضح ہو اور اپنی تمام صلاحیتوں کو مقصد تک پہنچنے کے لیے استعمال میں لائے۔ وہ لوگ جو کسی کو کوئی ذمہ داری سپرد کرتے ہوئے صرف اس کی امانت اور بلند کردار پر قناعت کر لیتے ہیں وہ بھی اسی غلط فہمی میں ہیں جیسے کہ وہ لوگ جو ان چیزوں کو نظرانداز کر کے محض کسی کی مہارت خصوصی دیکھ کر اس پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ خائن اور بددیانت ماہرین خصوصی ویسا ہی نقصان پہنچاتے ہیں جیسا کہ نااہل اور ناواقفان کار ایمان دار لوگ۔ سربراہ ادارہ خائن ہو اور صالح کردار لوگوں کو ذمہ داریوں سے محروم رکھا جائے، تو نتیجہ دونوں حالتوں میں ایک ہوگا۔

● **امانت و دیانت:** نبی کریمؐ نے امانت داری کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اس شخص میں ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں"۔ (کنزالعمال، ۵۵۰۰)

آپؐ نے فرمایا: "جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں، جس کو اپنے عہد کا پاس نہیں اس میں دین نہیں۔ اس ہستی کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے! کسی بندے کا اس وقت تک دین درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور اس کی زبان درست نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو۔ جو کوئی ناجائز ذرائع سے مال کمائے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اسے برکت نہیں دی جائے گی۔ اگر اس میں سے خیرات کرے تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ جو اس میں سے بچ جائے گا وہ اس کے جہنم کی طرف سفر کا توشہ ہوگا"۔ (کنزالعمال، ۵۵۰۳)

آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں ہے کہ سب سے پہلے اس امت سے امانت کا جوہر جاتا رہے گا''۔ (ایضاً، ۵۴۰۲)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت اس وقت تک فطری صلاحیت پر قائم رہے گی جب تک وہ امانت کو غنیمت کا مال اور زکوٰۃ کو جرمانہ نہیں سمجھے گی''۔ (ایضاً، ۵۴۰۴)

نبی کریمؐ نے امانت میں خیانت کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے۔ (بخاری، ۳۳)

نبی کریمؐ نے فرمایا: ''اگر کسی سے ساری دنیا کی چیزیں چھن جائیں اور اس کے پاس امانت کا وصف باقی رہ جائے تو اسے کسی چیز کا تأسف نہیں''۔ آپؐ نے فرمایا ''مومن میں ہر بری عادت ہو سکتی ہے لیکن خیانت اور جھوٹ اس میں نہیں آسکتا''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں شہید کیا جانا تمام گناہوں کا کفارہ ہے لیکن امانت کا کفارہ نہیں۔ ایک بندے کو قیامت کے روز لایا جائے گا جو شہید ہوا ہو گا اور کہا جائے گا کہ تم امانت (جس میں اس نے خیانت کی ہوگی) ادا کرو۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ! اب میں اسے کس طرح لاؤں، اب تو دنیا ختم ہو چکی ہے۔ کہا جائے گا کہ اسے جہنم کے طبقہ 'ہاویہ' میں لے جاؤ۔ وہاں امانت والی چیز مثال بن کر اصل حالت میں اس کے سامنے آئے گی تو وہ اسے دیکھ کر پہچان لے گا اور اس کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگے گا یہاں تک کہ اسے پکڑ لے گا۔ وہ اسے اپنے کندھوں پر لاد کر چلے گا۔ لیکن جب وہ جہنم سے نکلنے کی کوشش کرے گا تو وہ بوجھ اس کے کندھے سے گر پڑے گا۔ پھر وہ اس کے پیچھے ہمیشہ بھاگتا چلا جائے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے وضو، نماز، ناپ تول اور دیگر بہت سی چیزیں گن کر فرمایا: ان سب سے زیادہ سخت معاملہ امانت کی چیزوں کا ہے''۔ (بیہقی، شعب الایمان، ۵۲۶۲)

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے امانت کی اہمیت کو بیان فرمایا: ''اللہ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا کو نکال لیتا ہے۔ جب حیا اس سے نکل جاتی ہے تو ہمیشہ اس پر اللہ کا غصہ ہوتا ہے۔ جب اس پر اللہ کا غصہ رہتا ہے تو اس کے دل سے امانت نکل جاتی ہے، تُو پھر اُسے ہمیشہ چور اور خائن پاتا ہے۔ جب اسے تُو چور اور خائن پاتا ہے تو اس میں سے رحمت نکل جاتی ہے۔ جب اس میں سے رحمت نکل جاتی ہے تو اسے ہمیشہ مردود و ملعون پائے گا۔ جب وہ

ہر وقت مردود و ملعون ہو جاتا ہے تو اس کی گردن سے اسلام کی رسی نکل گئی‘‘۔(ابن ماجہ، ۴۰۵۴)

نبی کریمؐ نے امانت کی پاس داری اور محافظت کا سبق لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانے کے ساتھ لوگوں کو خیانت اور بد دیانتی کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔ اس سلسلے میں قرآن میں ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ (الانفال ۸:۲۷) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ جانتے بوجھتے آپس کی امانتوں میں خیانت کرو۔

وَ لَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا○ (النساء ۴:۱۰۵) تم بد دیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ○ (الانفال ۸:۵۸) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی کریمؐ نے ان آیات کا صحیح مفہوم اپنے اسوۂ حسنہ کے ساتھ پیش فرمایا۔ آپؐ جن باتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، ان میں سے ایک خیانت ہے۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے: ’’اے اللہ مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کہ یہ بہت بُرا اندرونی ساتھی ہے‘‘۔(ابوداؤد، ۱۵۴۷)

آپؐ نے فرمایا: ’’سب سے اچھا میرا زمانہ ہے، پھر وہ زمانہ جو اس کے بعد آئے گا، پھر اس کے بعد آنے والا زمانہ۔ اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ بن بلائے گواہی دیں گے، خیانت کریں گے، امانت داری نہیں کریں گے، نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے‘‘۔(بخاری، ۳۴۵۰)۔ آپؐ نے فرمایا کہ بد دیانتی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے: ’’جب امانت ضائع کر دی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو‘‘۔(بخاری، ۵۹)

سرکاری ملازمین کے اخلاقی اوصاف

اسلامی معاشرے کا ہر فرد خواہ اس کے پاس کوئی عہدہ و منصب ہو یا نہ ہو، اس میں درج ذیل بنیادی اوصاف ضرور ہونے چاہییں اور صاحبِ منصب میں تو کمال درجے پر ہونے چاہییں:

● **تقویٰ**: قرآن کریم نے کم و بیش ہر شعبۂ حیات سے متعلقہ احکامات کے ساتھ تقویٰ کی قید ضرور لگائی ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دین کا دارو مدار تقویٰ پر ہے۔ قرآن کریم نے

اخلاق و سیرت کے ہر گوشے کی تکمیل اس لفظ سے کی ہے۔ قرآن یہ پیغام دے رہا ہے کہ ہر خیر و خوبی کی طرف مسلسل قدم اٹھانے کی قوت دینے والا تقویٰ ہے۔ چونکہ ساری تگ و دو کا مرکز و محور یہ ہے اس لیے اسے 'لباس' سے تعبیر کر دیا۔ ہم 'اللہ سے ڈرنا' اور 'خدا خوفی' جیسے لفظوں سے اس کا ترجمہ کر کے اس لفظ کی وسعتوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ درحقیقت تقویٰ ہر اس کام سے بچنے کا نام ہے جس سے خدا کی ناراضی کا خوف ہو۔ ملازمین کے لیے ہزاروں قوانین بنا لیں اور نگرانی کے سیکڑوں طریقے دریافت کر لیں یا کیمرے نصب کر دیں، کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا جب تک دل تقویٰ کی نعمت سے مالا مال نہیں ہو جاتا۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے عمل و کردار کی اساس و بنیاد، محرک و سرچشمہ اور روح و جان تقویٰ ہے۔ ملازم جب تک صاحب تقویٰ نہیں ہو گا فرائض کی انجام دہی بہتر طور پر نہ ہو سکے گی۔ خاص طور پر افسران کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ قابل توجہ ہے:

آپ اکثر دعا کرتے وقت روتے تھے۔ اہلیہ نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جب میں اپنے بارے میں غور کرتا ہوں کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ و سفید جملہ امور کا ذمہ دار ہوں اور بے کس، غریب، محتاج، فقیر، گم شدہ قیدی اور اس قبیل کے دوسرے آدمیوں کو یاد کرتا ہوں جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور اللہ اس بارے میں مجھ سے سوال کرے گا اور رسولؐ اللہ کے سامنے کوئی دلیل پیش نہ کر سکوں گا، تو مجھے خوف لاحق ہو جاتا ہے اور میرے آنسو نکل آتے ہیں۔ اور جس قدر میں ان چیزوں پر غور کرتا ہوں اسی قدر میرا دل خوف زدہ ہوتا جاتا ہے''۔ (عبدالرشید عراقی، سیرت عمر بن عبدالعزیز، ص ۱۲۷)

یہ ہے تقویٰ سے احساس ذمہ داری کے شعور کی بیداری اور اس کو بہترین طرز پر کرنے کے جذبے کا پیدا ہونا۔ جب یہ قوی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو حکومت جسم پر نہیں دلوں پر ہوتی ہے۔ ہماری تاریخ میں کتنی ہی نامور شخصیات ہیں جو بظاہر کوئی عہدہ نہیں رکھتی تھیں مگر آج بھی ان کے تقویٰ کی وجہ سے دلوں میں احترام موجود ہے۔ ایک ایسے ہی 'حکمران' کو دیکھ کر ہارون الرشید کی ایک کنیز نے بادشاہ سے کہا تھا کہ اصل بادشاہی تو عبداللہ بن مبارک کی ہے جو لوگوں کے دلوں پر قائم ہے، آپ کی نہیں جو زور و جبر سے قائم ہے۔

اسلامی معاشرے کے افراد، خواہ سرکاری عہدے دار ہوں یا عام شہری ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے حیاتِ نبویؐ کے ماہ وسال اور لیل ونہار بطور نمونہ سامنے رکھنے ہوں گے۔ نبی کریمؐ کے ارشادات اور آپؐ کی سیرت کے نقوش یہ سب حیات مسلم کے لیے دائمی رہنما اصول ہیں اور ایک مسلمان ان رہنما نقوش سے ہٹ کر کسی مغربی طرزِ حیات سے رہنمائی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ صحابہ کرامؓ اور مثالی اسلامی ادوار میں رہنمائی کے یہی بنیادی اصول مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے ہیں۔ تہذیب اور تمدن کی بنیادیں بھی انھی اصولوں پر استوار کی جائیں گی۔ کسی بھی صورت میں ان سے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔

● **ماتحتوں پر شفقت و مہربانی:** افسر (Public Servant) اور ماتحتوں میں رشتہ ایک جسم کے اعضا کی طرح ہے۔ جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کو نفع پہنچاتے ہیں جس سے بدن کا سارا نظام چلتا ہے۔ ہمارے ہاں نظام کو چلانے کے لیے شفقت ومحبت اور مہربانی ونرمی کے بجائے سختی، درشتی وتندخوئی کو معیارِ افسری سمجھا جاتا ہے مگر قرآن کریم سیرت رسولؐ اللہ کا جو نقشہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور اعلیٰ قیادت کا جو وصف ہمارے لیے تجویز کرتا ہے وہ رفق ونرمی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (اٰلِ عمرٰن ۳:۱۵۹) (اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اِن لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تُند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمھارے گردوپیش سے چُھٹ جاتے۔ اِن کے قصور معاف کردو، اِن کے حق میں دُعاے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں اِن کو بھی شریکِ مشورہ رکھو۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری اُمت میں سے اگر کسی فرد کو اُمت کی کوئی ذمہ داری سونپی گئی اور اس نے اُمت پر سختی کی تو تُو بھی اس پر سختی کر اور اگر اس نے نرمی کی تو تُو بھی نرمی کر۔

کسی کے لیے مشکلات پیدا کرنا اور سختی کا رویہ اپنانا آسان ہے لیکن آسانی ونرمی کی راہیں نکالنا مشکل ہے۔ آپؐ نے اسی لیے ایسے آدمی سے جو سخت گیر ہو بچنے کی ہدایت کی ہے۔ آپؐ نے

فرمایا: ''بے شک حطمہ بدترین حاکم ہے، لہٰذا تم ایسے لوگوں میں شمار ہونے سے بچو''۔(مسلم، ۴۸۴۰)
'حطمہ' سے مراد ایسا شخص ہے جو انتظامی امور کا ذمہ دار بنایا گیا ہو اور اس کی خاصیت ایسی ہو کہ وہ ظالم، خودغرض اور لوگوں کو اپنے ظلم سے تباہ کرنے والا ہو۔ اس حوالے سے حضرت عمرؓ کے ایک خط کے یہ الفاظ بھی قابلِ توجہ ہیں: ''اے عمال (گورنر) رعیت پر تمھارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں۔ خدا بردبار حاکم کو بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اس نفع کے برابر ہمہ گیر اور عام نہیں ہوتا جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے۔(خورشید احمد فارق، حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، ص ۲۰۷)

● **عزت نفس کا محافظ:** سرکاری ملازم عامۃ الناس، ماتحت اور اپنے افسران کی عزتِ نفس کے محافظ ہوتے ہیں۔ اہل ایمان کے لیے یہ وہ دولت ہے جس کی عزت و حرمت کعبہ کے تقدس سے بھی بڑھ کر ہے۔(ابن ماجہ، ۳۹۳۲)

ہمارے دفاتر میں استہزا، غیبت، حسد، بُرے القاب، بدظنی، تجسس جیسے مہلک ہتھیاروں کا راج ہوتا ہے جن سے عامۃ الناس، ماتحت اور افسران بالا کی عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے۔ در اصل یہ معاشرے اور دفاتر میں موجود منفی رویے ہیں جو پُرامن ماحول کو ہی تہ و بالا نہیں کرتے بلکہ دفاتر اور معاشرے کو آگے بڑھنے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے سے بھی روکتے ہیں۔ قرآن و سنت کا مطالعہ کریں تو وہاں اُن قدروں کی تحسین و حوصلہ افزائی کی گئی ہے جو دفاتر اور معاشرے کی کارکردگی میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ حسد سے منع کیا گیا ہے مگر رشک کو اچھا سمجھا گیا۔ حسد میں دوسروں سے نعمت کے چھن جانے کا تصور ہے اور رشک میں دوسروں کے پاس موجود نعمت پر اظہارِ مسرت کے ساتھ اپنے لیے اس نعمت کے پانے کی تمنا ہے۔ تجسس اسلام کی نظر میں مذموم ہے، جب کہ رشک محمود ہے۔ تجسس میں دوسروں کے راز اور عیب ٹٹولنا اور دوسروں کے نقائص اور کوتاہیاں تلاش کرنا ہے، جب کہ رشک کا جذبہ انسان کو سرچشمۂ خیر ثابت کرنے کی تگ و دو سے عبارت ہے۔ یہی چیز معاشرہ اور دفتر کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔

قصہ مختصر، اسلام معاشرے کے تمام اجزا کو ایسی مادی اور روحانی ترقی کی طرف دھکیلتا ہے جس میں دوسروں کے احساسات و جذبات تک کو قابلِ احترام سمجھا جائے۔ معاشرہ اور دفاتر جو ترقی

اعلیٰ روحانی اور اخلاقی بنیادوں کو چھوڑ کر کرتے ہیں وہ پانی کا بلبلہ ہوتی ہے۔ چند احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

- بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔ بھید نہ ٹٹولو، ایک دوسرے کی ٹوہ لگانے کی کوشش میں نہ لگ جاؤ۔ حسد اور بُغض سے بچو، سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری، ۶۰۶۶)
- افسر (حاکم) جب اپنے ماتحتوں اور رعایا کی بُرائیاں ٹٹولنے لگ جاتا ہے تو انھیں بگاڑ دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ۴۸۸۹)
- اے وہ لوگو! جن کی زبانیں تو ایمان لاچکی ہیں لیکن دل ایمان دار نہیں ہوئے تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنی چھوڑ دو اور ان کے عیبوں کی کرید نہ کرو۔ یاد رکھو اگر تم نے ان کے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمھاری پوشیدہ خرابیوں کو ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ تم اپنے خاندان میں بھی بدنام اور رسوا ہو جاؤ گے۔ (ابوداؤد، ۴۸۸۰)
- جس نے کسی مسلمان کی برائی کر کے ایک نوالہ حاصل کیا اسے جہنم کی اتنی ہی غذا کھلائی جائے گی۔ اسی طرح جس نے مسلمانوں کی برائی کرنے پر پوشاک حاصل کی اسے اس جیسی جہنم کی پوشاک پہنائی جائے گی۔ (ابوداؤد، ۴۸۸۱)

نبی کریمؐ کے ارشادات نے احترام آدمیت و انسانیت کا پیغام دیا ہے جس سے نفسیاتی الجھنیں ختم ہوتی ہیں۔ نفرت وحقارت کے دھارے تھم جاتے ہیں۔ فساد کے جراثیم اور افتراق کی قوتیں دم توڑ دیتی ہیں۔ افسرانِ بالا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی دوسروں کی عزت نفس کے محافظ بنیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

● **مشاورت**: عربی میں شرت العسل کا معنی چھتے سے شہد نکالنا کے ہیں۔ اسلامی معاشرت، دفتری ہو یا وسیع سطح پر ریاستی، اس کی خوبی یہ ہے کہ وہ باہمی صلاح مشورہ اور غور وفکر کے بعد نتائج تک پہنچتی ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی رنگ برنگے پھولوں سے رس نچوڑ کر ایک نفع آور اور صحت افزا رس تیار کرتی ہے بالکل اسی طرح سرکاری ملازمین کا رویہ ہوتا ہے۔ وہ عامۃ الناس کے لیے مفید اور نفع بخش ہوگا۔ قرآن کریم نے شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (اٰلِ عمرٰن ۳:۱۵۹) کہہ کر

اسوۂ حسنہ کو بھی بیان کیا ہے اور وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ ۴۲:۳۸) کے ذریعے مسلم سوسائٹی کے ذوق و مزاج کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ صحابہ کا طرزِ عمل بھی مشاورت ہی رہا۔ اس کے درج ذیل اہم فائدے ہیں: ۱- مشاورت سے فیصلہ کمالِ عقل کا مظہر ہوتا ہے۔ ۲- یہ درحقیقت دیگر ہم کار افراد کی حوصلہ افزائی اور ان کی استعداد کو جلا بخشنے کا ذریعہ ہے۔ ۳- مشاورت سے کیے گئے فیصلے میں نقصان کم ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو سب اہل مشورہ اس نقصان کے ازالے کی اجتماعی کوشش کرتے ہیں۔ ۴- مشورہ باہم حسد کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کس سے مشورہ کیا جائے؟ قرطبی (م ۶۶۸ھ) نے جو لکھا وہ آج بھی رہنمائی کے لیے کافی ہے: ''حکام پر واجب ہے کہ دینی معاملات میں علما سے، جنگی اُمور میں قائدین لشکر اور ماہرین حرب سے، عام فلاح و بہبود کے کاموں میں سردارانِ قبائل سے، اور ملک کی ترقی اور آبادی کے متعلق عقل مند وزرا اور تجربہ کار عہدے داروں سے مشورہ کریں۔ (الجامع لاحکام القرآن، ۴/۲۵۰)

منشورات کی نئی کتب

محمد عنایت اللہ اسد سبحانی　ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی　علامہ یوسف القرضاوی　مرجان عثمانی

صفحات: 104 ، قیمت: 99 روپے

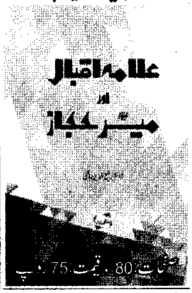

صفحات: 80 ، قیمت: 75 روپے

صفحات: 136 ، قیمت: 120 روپے

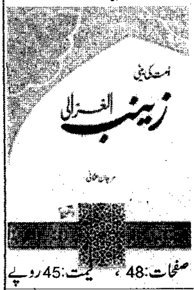

صفحات: 48 ، قیمت: 45 روپے

نماز اتحادِ اُمت کی بنیاد　محی الدین غازی　صفحات: ۳۲ قیمت: ۱۵ روپے

منشورات کی دیگر کتب کے لیے رابطہ کریں

www.facebook/manshurat

منشورات

E-8 'منصورہ' ملتان روڈ' لاہور ۔ 54790　042-35252210-11

0332-003 4909, 0320-543 4909　manshurat@gmail.com

✓ بغیر ٹیکے اور بغیر ٹانکے سفید موتیا کا علاج ✓ آنکھوں کے ٹیڑھے پن کا علاج ✓ آنکھ پوری نہ کھلنے کے لئے Ptosis آپریشن
✓ قریب اور دُور کی نظر بیک وقت صحیح کرنے والا Multifocal لینز ✓ مسلسل پانی بہنے، گلٹی اور ناسور کا علاج بذریعہ Probing اور DCR
✓ CR-3 آپریشن کے ذریعے مستقل علاج ✓ سفید موتیا کے آپریشن کے بعد بننے والی جھلی کا بذریعہ Yag لیزر علاج
✓ کالا موتیا کا Argon ، Yag اور Diode لیزر کی مدد سے علاج ✓ مختلف بیماریوں سے خراب ہو جانے والے قرنیہ کو تبدیل کر کے نیا قرنیہ لگانے کا انتظام
✓ آنکھ کے پردے کے اُکھڑ جانے (Retinal Detachment) کا آپریشن
✓ آنکھ کے اندر خون جمع ہو جانے (Vitreous Hemorrhage) کا آپریشن
✓ ذیابیطس اور دیگر بیماریوں سے Retina کو پہنچنے والے نقصان کا بذریعہ لیزر علاج
✓ Excimer لیزر کے ذریعے Epi-LASIK آپریشن کی مدد سے عینک سے نجات

AMERICAN ACADEMY® OF OPHTHALMOLOGY
The Eye M.D. Association
MEMBER

آئی سرجن **لاہور میڈیکیئر** انسٹیٹیوٹ آف آفتھیلما لوجی لاہور

www.drasifkhokhar.com

Cell: 0333-4102266 Email: drasifkhokhar@hotmail.com

ڈاکٹر آصف کھوکھر

ایم بی بی ایس (پنجاب) ایم سی پی ایس (آئی) ایم اے (علوم اسلامیہ)

Vitreoretinal, phaco, laser, and oculoplastic surgeon

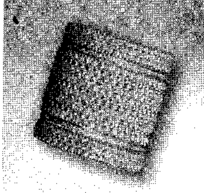

النور جیولرز

جو نام ہے اعتماد کا

ہمارے ہاں جدید اور دیدہ زیب زیورات بغیر ٹانکہ کے تیار کیے جاتے ہیں۔

ہم اپنے زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں کاٹتے۔

ہم سے خریدے گئے زیورات آپ کا محفوظ سرمایہ

اور۔۔۔ آپ کا اعتماد۔۔۔ ہمارا سرمایہ

خوشخبری
الحمدللہ ہماری قصور برانچ کا آغاز ہو چکا ہے۔

بھابڑا بازار برانچ
محمد فیض اللہ چوہان، محمد ندیم اللہ چوہان
F-461 نزد لاجواب فروٹ چاٹ، صرافہ بازار، راولپنڈی
موبائل: 5539378 {0321/0302} 0336-1119900
فون: 051-5539378

مری روڈ برانچ
محمد اکرام اللہ چوہان ، محمد ضیاء اللہ چوہان
علی پلازہ، سوق ادریس، سنٹرل ہسپتال چوک (اصغر مال روڈ) مری روڈ راولپنڈی
موبائل: 5806700 {0335/0300} 0300-5802209
فون: 051-5552209

قصور برانچ
چوہدری سلیم ساجد ایڈووکیٹ، چوہدری عثمان ساجد، چوہدری ارسلان ساجد
نیو النور جیولرز، صرافہ بازار قصور
Mob: 0333-4924504, 0323-5235902
0322-7580427, Ph: 0492-770582